رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

ہر سوموار اور جمعرات کو شایع ہوتا ہے۔

قیمت بہر حال پیشگی چھ روپے سالانہ۔

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ۔ مہر محمد خان ۔

نمبر ۱۲	مورخہ ۱۹۔ اگست ۱۹۲۰ء	پنجشنبہ	مطابق ۴۔ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ	جلد ۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ دہرم سالہ سے ۱۷۔ اگست بارستہ پٹھان کوٹ ڈلہوزی تشریف لیجانے والے تھے۔

عبدالغفار خان صاحب افغان جو ایک عرصہ کابل سے ہجرت کرکے دارالامان آئے ہوئے تھے گذشتہ بروز جمعرات فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ اور دعائے مغفرت کریں

دارالامان میں ذی الحجہ کا چاند ۱۴۔ اگست کو دیکھا گیا ہے ؀

الموعظۃ الحسنۃ

ضرورت مسیح موعود

"میں کہتا ہوں کہ اگر دوسرے امور پر نظر نہ بھی کریں۔ تو ایک ضرورت موجودہ ہی ایسی ہے۔ جو میری سچائی پر مہر کر دیتی ہے۔ کیا اس طوفان اور جنگ کے وقت جب عیسائیوں نے اسلام کو نابود کرنا چاہا ہے۔ اور ہر طرف سے اور ہر رنگ سے اسپر حملے کر رہے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں اخبارات اور رسالے اس کی مخالفت میں شایع کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ اسلام ان کی راہ میں ایک روک اور پتھر ہے۔ اسلام ہی ان کی عیش میں تلخ ہے۔ اخبارات یورپ پکار پکار کر کہتے۔ اور وہاں کے مدبّر اور اہل الرائے اسلام ہی کو اپنی ترقی کی راہ میں روک قرار دیتے ہیں جیسی حالت میں اسلام کے نیست و نابود کرنے کی جسقدر فکر عیسائیوں کو ہو سکتی ہے۔ اس سے وہ لوگ جو حجروں میں بیٹھے ہیں۔ کب آشنا اور واقف ہو سکتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ آئے دن دو چار آدمی مسلمان ہو جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کی ترقی ہو رہی ہے۔ انہیں ان حملوں کی خبر نہیں۔ جو مقدس اسلام پر مختلف رنگوں میں ہو رہے

ہیں۔ عیسائیت کی برباد کُن آگ اسلام کے گھر کو لگ چکی ہے۔

۲۹ لاکھ تو ایسے ہیں۔ جو اس آگ کی نذر ہو چکے ہیں۔ اور اسلام کے تحت جگہ کھلا کر مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں۔ یہ تو علانیہ دشمن ہیں۔ پھر ایک کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے۔ جو گو کھلے طور پر عیسائی تو نہیں ہوئے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ انہیں اسلام کے ساتھ کوئی محبت اور لگاؤ نہیں ہے۔ وہ اسلام کے ارکان اور شعار پر ہنستے اور ٹھٹھے کرتے ہیں۔ اور آئے دن اس میں لگے رہتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اور بس چلے اسلام کے احکام نماز۔ روزہ میں ترمیم کریں۔ اور اپنی تجویز اور تدبیر سے ایک ایسا اسلام پیدا کریں۔ جس کے بانی مبانی وہ آپ ہی ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کردہ اسلام سے خواہ وہ الگ ہی کیوں نہ ہو۔ ان لوگوں کی حالت کسی صورت میں عیسائیوں سے کم نہیں ہے۔ وہ گو کھلا انکی وردی پہنتے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ وہ ایک دشمن دین کی وردی کیوں پہنتے ہیں اگر اسلام کے ساتھ انہیں محبت اور پیار ہے۔

اگر کوئی شخص ہماری جماعت سے نفرت کرتا ہے۔ تو کرے۔ لیکن اسے کم از کم غیرت اسلام کے تقاضا سے اور اسلام کی موجودہ حالت کے لحاظ سے یہ بھی تو ضرور ہے کہ وہ کسی ایسی جماعت کو تلاش کرے۔ اور اس کا پتہ دے۔ جو حجج و براہین اور خدا تعالے کے تازہ بتازہ نشانات اور روشن آیات سے کسر صلیب کر رہی ہو۔ مگر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ خواہ شرقاً غرباً شمالاً جنوباً کہیں بھی چلے جاؤ۔ اس جماعت کا پتہ بجز میرے نہیں ملیگا۔ اس لئے کہ خدا تعالے نے اس غرض کیواسطے مجھے ہی مبعوث کر کے بھیجا ہے۔

میرے دعوے کو تنگ ظنی بدظنی اور بدلگامی سے کام نہ لو۔ بلکہ تمہیں چاہیئے۔ کہ اسپر غور کرو۔ اور منہاج نبوت کے معیار پر اس کی صداقت کو آزماؤ۔ انسان ایک پیسہ کا برتن لیتا ہے۔ تو اس کی بھی دیکھ بھال کرتا ہے پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہماری باتوں کو سنتے ہی بغیر فکر کئے گالیاں دینی شروع کرتے ہیں۔ یہ بہت ہی نامناسب امر ہے۔ جو طریق میں نے پیش کیا ہے۔ اس طرح پر میرے دعوٰی کو آزماؤ۔ اور پھر اگر اس طریق سے بھی تم مجھے کاذب پاؤ۔ تو بیشک افسوس کے ساتھ چھوڑ دو۔ لیکن میں تمہیں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں مفتری نہیں ہوں کاذب نہیں ہوں۔ بلکہ

میں وہی ہوں

جس کا وعدہ نبیوں کی زبانی ہوتا چلا آیا ہے۔ جسکو آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے۔ وہی مسیح موعود ہوں۔ جو چودھویں صدی میں آنیوالا تھا۔ اور جو مہدی بھی ہے۔ مجھے وہی قبول کرتا ہے۔ جسکو خدا تعالیٰ اپنے فضل سے دیکھنے والی آنکھ عطا کرتا ہے۔ اور یہ جماعت اب دن بدن بڑھ رہی ہے۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ بڑھے۔ پس یہ بڑھے گی اور ضرور بڑھیگی"

الحکم ۱۰۔ جون ۱۹۰۵ء } حضرت مسیح موعودؑ

اخبار احمدیّہ

احباب سندھ کو اطلاع میں چونکہ روہڑی سے تبدیل ہو کر ڈہلی کشن گنج آگیا ہوں اسلئے آنے سے پہلے انجمن کی ماہواری میٹنگ میں باتفاق رائے ممبران فیصلہ ہوا تھا۔ کہ میرے بعد بابو محمد مختار نبی صاحب سکرٹری مقرر کئے جاویں۔ اس لئے سب برادران سندھ کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ آیندہ چندہ وغیرہ سبحان کے نام ارسال کیا کریں۔ اور بشوق ہر طرح سے انجمن کے کام میں کوشاں رہیں۔ والسلام

خاکسار اکبر علی سابق سکرٹری انجمن احمدیہ روہڑی ضلع سکھر

قابل یادداشت تین باتیں میں سکرٹری صاحبان کی توجہ خصوصیت سے مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ وہ براہ مہربانی کوئی رقم چندہ کسی شخص کو براہ راست نہ دیا کریں۔ جب تک کہ ناظر بیت المال کی یا محاسب کی تحریری اجازت ان کی خدمت میں کسی شخص کو ادا کرنے کی نسبت نہ پہونچ جائے۔ ورنہ اس طرح سے حساب میں بہت نقص واقعہ ہوتا ہے۔

(۲) کوئی جماعت بلا اجازت کسی ایسے چندہ کی بھی تحریک کیا کرے جو پہلے سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی اجازت کر ساتھ مقرر نہیں ہو چکا ہے۔ نئے چندے کھولنا ہر شخص یا جماعت کا کام نہیں ہے۔

(۳) بعض احباب ایک مقام سے دوسرے مقام کو تبدیل ہوتے ہیں۔ تو وہ اپنے چندہ بھی پہلے ہی مقام میں بھیجتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ تمام احباب جو ایک ماہ یا زیادہ کسی انجمن کے علاقہ میں قیام رکھیں۔ ان کے لئے یہی مناسب ہے۔ کہ وہ اپنے چندے اسی مقامی انجمن میں ادا کیا کریں نہ کہ اور کسی انجمن کو۔

ناظر بیت المال و محاسب قادیان

اعلان نکاح ۹۔ اگست ۱۹۲۰ء کو علی مرید صاحب مدرس مدرسہ رنگ پورہ کے نکاح کا اعلان عائشہ بی بی بنت چودہری کریم بخش صاحب موضع بجاکو بٹی بمبلغ دو صد روپے مہر پر ہوا۔ ناظر امور عامہ قادیان

درخواست اخبار خاکسار کے نام فی سبیل اللہ اخبار جاری تھا جس کا اثر احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ مگر اب بند ہو گیا ہے۔ کوئی صاحب میرے نام اخبار جاری کرا دیں۔

عبدالرحیم خان لودہی سانبہ

درخواست دُعا احقر کو بہت دنوں سے جگر کا مرض ہے۔ درخواست دعا ہے (محمد اطہر کلارک رجسٹری آفس صالح پور)

میں چند دن سے دوران سر میں مبتلا ہوں۔ نیز اور اہل وعیال کے لئے طالب دعا ہوں (تبارک علی از محی الدین پور) میں گوزگاؤں سے واپس آگیا ہوں۔ مگر تا حال بیمار ہوں۔ احباب مجھے دعاؤں میں یاد رکھیں (حکیم محمد اسمٰعیل گردیوالا) میرے والد مولوی محمد عبداللہ صاحب ببینی سخت بیمار مرض سل بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت کیلئے خاص طور پر دعا کریں (عبدالعزیز ببینی) چودہری الہداد خان صاحب نمبردار پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ محلانوالہ کی اہلیہ صاحبہ بباعث دنبل بیمار ہیں صحت کے واسطے دعا فرمائیں (عبدالقدوس سکرٹری انجمن احمدیہ محلانوالہ) میرے سکرٹری صاحب کے خلاف غیر احمدیوں نے ایک مقدمہ دائر کیا ہوا ہے۔ احمدی بھائی دعا کریں (محمد نذیر طالب علم) میری آنکھوں میں گکرے ہیں اور عرصہ سے دھند بھی رہتا ہے دعا کریں۔ اور اگر کسی کے پاس دوا ہو۔ تو مجھے ارسال کریں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۔ ۱۹۔ اگست ۱۹۲۰ء

حضرت مسیح موعود اور کثرت مال

حدیث نزول مسیح میں آتا ہے۔ کہ جب مسیح آئیگا۔ تو "یفیض المال" ہوگا۔ اس کے متعلق آجکل کے ..... علم کے مدعی مگر حقیقت علم سے بے بہرہ مولوی سمجھ بیٹھے ہیں۔ کہ جب مسیح موعود آئیگا۔ تو ان کے گھر درہم و دینار سے بھر دے گا۔ چنانچہ مولوی ثناءاللہ نے اپنے ۵ رجون ۱۹۲۰ء کے اہل حدیث میں اسی حدیث کو پیش کرکے لکھا کہ:۔

"حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب تشریف لائینگے۔ تو اس وقت مال کی فراوانی کی یہ حالت ہوگی۔ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد (متفق علیہ) کہ حضرت مسیح علیہ السلام لوگوں کو مال دینگے (غنا کی وجہ) کوئی اس کو قبول نہ کریگا"

اور اس کے بعد یہ اعتراض کیا کہ:۔

"اس حدیث کے مطابق چاہیئے تھا کہ قادیان میں مال و دولت کے خزانے اتنے ہوتے کہ قادیان سونے چاندی کی بنجاتی"

حالانکہ جب ہم مانتے ہی نہیں کہ اس حدیث کے یہ معنے ہیں کہ آنیوالا مسیح درہم و دینار بانٹتا پھرے گا۔ جسکو تمام کے تمام لوگ اسقدر دولتمند ہوجائینگے کہ کوئی قبول ہی نہیں کریگا اور اس طرح قرآن کریم کی کئی ایک آیتیں رد ہوجائینگی۔ تو ہم سے کس طرح دنیوی مال کا مطالبہ ہوسکتا ہے۔ ہمارا اس حدیث کے متعلق جو اعتقاد اور ایمان ہے۔ وہ مندرجہ ذیل تحریر سے ظاہر ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک معترض کے جواب میں لکھی۔ اور الحکم مورخہ ۲۳ر جولائی ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی۔ لکھتے ہیں:۔

مکتوب حضرت مسیح موعود مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۲۶ ۲۳۔ جولائی ۱۹۰۱ء

"جو مال کی بابت اعتراض کیا گیا ہے۔ البتہ اس کا تو مجھے اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ میں نے علماء حال کا بہت نقصان کیا ہے۔ کہ انکی موہوم امیدیں جو درہم و دینار کے متعلق تھیں۔ سب ٹوٹ گئیں۔ لیکن ذرا زیادہ غور کرکے وہ خود سمجھ جائینگے۔ کہ یہ امیدیں کسی نص قرآنی اور حدیثی پر مبنی نہ تھیں۔ صرف غلط فہمی تھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انما اموالکم و اولادکم فتنۃ۔ تو مال بے شمار دیکر خدا ان کو فتنہ میں ڈالیگا اور بجز اسکے ایک حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام درہم و دینار نہیں چھوڑتے۔ ان کے وارث ان کے علم کے وارث ہوتے ہیں۔ پس ان تمام حدیثوں سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود جو دنیا میں آئے گا۔ وہ ایک روحانی مال عطا کرے گا۔ جس کی دنیا محتاج ہوگی۔ وہ نہ مسیح کسی مہاجن اور ساہوکار کی صورت میں نہیں آئیگا کہ لوگوں کو اپنی اسامیاں ٹھہرا کر روپیہ تقسیم کرے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کا نام مال رکھا ہے۔ اور حکمت کا نام بھی مال رکھا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ یؤتی الحکمۃ من یشاء و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا مفسر لکھتے ہیں کہ اسکے معنے ہیں مالا کثیرا لغت میں خیر کے معنے مال کے لکھے ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک بڑی دعوت کی۔ اور ہر ایک قسم کا کھانا پکایا۔ تو بعض کھانا کھانے کے لئے آئے۔ انہوں نے کھانا کھاکر حظ اٹھایا اور بعض نے اس دعوت سے انکار کیا۔ وہ بے نصیب رہے۔ اب دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پلاؤ اور قورمہ پکایا تھا یا روحانی کھانے تھے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ انبیاء اکثر روحانی امور کو طرح طرح کے پیرایوں میں بیان فرمایا کرتے ہیں۔ اور نفسانی آدمی ان کو جسمانی امور کی طرف لیجاتے ہیں۔ جیسا ہم پڑھتے ہیں کہ مسیح آکر درہم و دینار بہت سے تقسیم کریگا۔ کہ علماء وغیرہ کے گھر سونے چاندی سے بھر جائیں گے۔ لیکن اس کا کہاں تذکرہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو روحانی طور پر بھوکے پیاسے ہونگے انکی اسی طرح سے پوری حاجت براری کریگا۔ پس اگر یہ تذکرہ کسی اور جگہ نہیں تو یقیناً یہ وہی تذکرہ ہے۔ جو استعارہ کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے"

یہ ہے اس حدیث کا صحیح مطلب اور مفہوم۔ اور اسی کو ہم مانتے ہیں۔ ہم نے مولوی ثناءاللہ کے اس جاہلانہ اعتراض کا جو اوپر نقل کیا گیا ہے۔ جواب دیتے ہوئے لکھا تھا کہ وہ نام کو تو اہل حدیث ہیں۔ مگر حقیقت علم حدیث سے محض ناواقف ہیں۔ کیونکہ اگر اس حدیث کے الفاظ پر ہی غور کیا جائے۔ تو ان کا اعتراض بالکل لغو ثابت ہو جاتا ہے۔ الفاظ حدیث کا مطلب یہ ہے۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں مال کی فراوانی ہوگی۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ آج مال کی فراوانی نہیں۔

اس پر مولوی ثناءاللہ بہت بگڑے ہیں اور جھنجھلا کر لکھتے ہیں:۔

"میں پوچھتا ہوں کہ یفیض المال میں فاعل حضرت مسیح موعود ہیں۔ اور مال مفعول بہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ مسیح مال بانٹینگے یہ نہیں کہ مال زیادہ ہوگا"

پھر فرماتے ہیں:۔

"سوال یہ ہے کہ یفیض المال والا فقرہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ مسیح موعود مال بانٹینگے۔ مسیح موعود کی ذات سے تعلق رکھتا ہے یا ان کے اتباع سے؟ ذرہ الفاظ حدیث کو دیکھ کر جواب دیجئے۔ جس سے معلوم ہوسکے کہ قادیان میں بھی کوئی حدیث دان ہے۔ اس کے بعد بتلائیگا۔ کہ آپ کے مسیح موعود نے کیا بانٹا؟" (اہل حدیث ۱۶ر جولائی)

اسکے جواب میں گذارش ہے کہ جناب مولوی صاحب! آپ ہی کو حدیث کی حقیقت کی خبر نہیں۔ آپکے حسب الارشاد ہم نے "الفاظ حدیث" کی جب ذرہ تحقیق کی تو معلوم ہوگیا کہ

آپ علم حدیث کی حقیقت سے ہی بیخبر نہیں۔ بلکہ الفاظ حدیث کی سمجھ سے بھی ناواقف ہیں۔ دیکھئے الفاظ حدیث کیا ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

مترجم صحیح بخاری پارہ تیرھواں صہ۱۳ باب نزول عیسیٰ پانچویں سطر۔ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ۔

غور کیجئے۔ یہاں یَفِیض کی تحریر زبر ہے۔ جو دلیل ہے اسبات کی کہ باب افعال نہیں بلکہ ثلاثی مجرد ہے جس کی ماضی فاض ہے اور جس کے معنے بڑھنا اور بہنا ہیں نہ کہ تقسیم کرنا یا بانٹنا۔ چنانچہ مذکورہ بالا کتاب میں مولوی وحیدالزمان صاحب نے فقرہ بالا کا ترجمہ یہ کیا ہے۔

"اسوقت روپیہ پیسہ بہت پڑے گا کوئی نہ لیگا۔"

اور لیجئے۔ بڑی تقطیع کی بخاری جو استاذ المحدثین مولانا احمد علی مرحوم کی سعی و محنت۔ اور مطبع مجتبائی کی چھپی ہوئی ہے۔ اس کے جلد اول صہ۴۹۰ میں یہ حدیث یَفِیضُ المال مع اعراب چھپی ہے۔ جس کے معنے وہی ہیں۔ جو اوپر لکھے گئے۔ چنانچہ اس کتاب کے حاشیہ پر یفیض کے معنی یکثر المال لکھے ہیں یعنی اسوقت مال بہہ جائیگا۔

ان حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ ہم نے اس حدیث کا جو یہ مطلب بیان کیا تھا کہ "مسیح موعود کے زمانہ میں مال کی بہت فراوانی ہوگی" وہی ٹھیک اور درست ہے۔ اس کے مقابلہ میں مولوی ثناء اللہ کا یہ کہنا کہ "مسیح موعود مال بانٹیں گے۔ یہ نہیں کہ مال زیادہ ہوگا" بالکل غلط ہے۔

مولوی ثناء اللہ نے اپنے چھچھورے پن کا ثبوت دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود کے متعلق لکھا ہے کہ۔

"میں مرزا کی طرح بے استاد نہیں ہوں کہ راویوں اور مصنفوں کے نام بھی نہ جانتا ہوں۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری کو امام اسمٰعیل لکھتا جاؤں"

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب بے استاد نہیں تھے۔ بلکہ آپ کا تو وہ استاد کامل تھا جس سے بڑھکر کامل استاد دنیا میں کوئی ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا۔ اور وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جیسا کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمد

باقی رہا یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے امام محمد بن اسمٰعیل بخاری کو امام محمد اسمٰعیل لکھا۔ اگر یہ غلط ہو۔ تو خود آپ نے امام احمد بن حنبل کو کہیں صرف احمد حنبل لکھا۔ اگر انہیں اپنا یہ لکھنا یاد نہ ہو۔ تو اپنے رسالہ "اجتہاد و تقلید" کے [illegible] دیکھ لیں۔

افسوس! یہ لوگ عناد اور تعصب میں اندھے ہو کر ذرا بھی عقل و فکر سے کام نہیں لیتے۔

تارکان وطن اور طلاق

چند دن ہوئے جب دہلی اخبار ٹائمز کے نامہ نگار مقیم لاہور نے سندھی تارکان وطن کے قافلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ٹائمز کو لکھا کہ "سندھی لوگوں نے دہلی کے مہاجرین کی طرح سفر کے اخراجات کی بچت کے لئے اپنی بیبیوں کو طلاق نہیں دی" تو اسپر ولایت میں مسٹر محمد علی نے سخت ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے ٹائمز کو لکھا کہ:۔

"کیا آپ کے لاہوری نامہ نگار کو زیبا ہے کہ وہ اتنی مشقتوں ٹھوکروں پر بدگمانیوں کا بھی اضافہ کرے؟ اور ان مردوں عورتوں اور بچوں پر جو محض اپنے ضمیر اور ایمان کی خاطر وطن چھوڑ رہے ہیں۔ سفیہانہ آوازے کسے اور پھر مشفقانہ تعجب کا اظہار کرے کہ مہاجرین سندھ نے اخراجات کی بچت کے لئے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی"

اسی کو مدنظر رکھ کر مسٹر ظفر علی نے لکھا کہ:۔

"ٹائمز کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس نے اس قسم کی خرافات شائع کر کے اسلام کے ایک نہایت مقدس اصول یعنی ہجرت کی توہین کی ہے۔ اور مسلمانوں کا دل بہت بری طرح دکھایا ہے"

(زمیندار ۔ ۳۱ر جولائی)

مگر اب مسلمان ہی ایسی خبروں کو فخریہ لکھتے اور شائع کرتے ہیں کہ طلاق کے واقعات بکثرت ہوئے ہیں۔ چنانچہ معاصر وکیل مورخہ ۳ر اگست ۱۹۲۰ء میں جناب سید علی شاہ صاحب ممبر خلافت کمیٹی پشاور کا ایک مضمون بعنوان "مسئلہ خلافت اور صوبہ سرحد" شائع ہوا ہے۔ جس میں اس بات کا اظہار کرتے ہوئے کہ تارکان وطن اپنی جائدادوں کو چھوڑ چھاڑ کر جا رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

"چند سرحدیوں نے اپنی عورتوں کو (ہجرت کی راہ میں روڑہ سمجھ کر) طلاقیں دیدی ہیں۔ اس زمرہ میں دو نوجوان قابل ذکر ہیں۔ جنھوں نے اپنی منکوحہ کو ہمیشہ کیلئے خیرباد کہدیا ہے"

جب یہ صحیح واقعات ہیں کہ بعض تارکان وطن اپنی بیبیوں کو طلاق دے رہے ہیں۔ اور انپر فخر کیا جا رہا ہے۔ تو پھر ٹائمز پر خفگی کے کیا معنے؟ شاید اب تو ہجرت کے مقدس اصول کی توہین نہیں ہوئی ہوگی۔ اور نہ مسلمانوں کا دل بری طرح دکھا ہوگا۔

اسلام کا پرانا معجزہ

اس عنوان سے ہمعصر سیاست ۱۰ر اگست میں حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ کے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہ جب آپ نے چوروں کے سامنے سچ بولکر اپنا مال ان کو بتا دیا۔ تو ان پر اتنا اثر پڑا۔ کہ وہ نیکوکار اور صالح ہو گئے اس "معجزہ کی تجدید زمانہ حال میں" کے عنوان سے لکھتا ہے۔ کہ سرحدی لوگ جو ہندوؤں وغیرہ کو لوٹتے اور قتل و غارت کیا کرتے تھے۔ اب انکی کایا پلٹ ہوگئی ہے۔ اور موجودہ مصائب کا یہ اثر ہوا کہ:۔

"جو سرحدی اقوام ایک پیسہ کیلئے انسانوں کا خون کیا کرتی ہیں۔ اب مہاجرین کی محافظ و رہنما بن گئی ہیں۔ جنکو برطانیہ کی توپیں اور بندوقیں اور توپیں اور ہوائی آلات پرواز کے بم۔ چوری۔ ڈاکہ۔ رہزنی قتل و غارت اور خونریزی سے باز نہ رکھ سکتے تھے۔ آج انہوں نے عہد کر لیا ہے کہ وہ سرحد پر ڈاکہ نہ ڈالیں گے اسلئے کہ ہندو باشندگان ہند نے مسلمانوں سے برادرانہ تعلقات پیدا کر لئے ہیں۔ اور آج وہ ڈاکو مہاجرین کی خدمت کرتے اور ان کے ساتھ بدرقہ انکی حفاظت کیلئے کر دیتے ہیں۔ اور انہوں نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کسی مہاجر کی طرف غلط نظر سے دیکھیگا۔ تو واجب القتل ہوگا۔ سبحان اللہ کیا یہ معجزہ نہیں۔ اور معجزہ بھی ایسا کہ جسپر مسلمان بجا طور پر

فخر کرسکتے ہیں"

لیکن ہم نہیں سمجھتے۔ اس میں فخر کی کونسی بات ہے۔ سرحدی اقوام پہلے بھی مسلمان کہلا کر لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارتگری کرتی تھیں۔ اور اب بھی اگر انہوں نے کچھ کیا ہے تو یہی کہ صرف مہاجر کہلانیوالوں کو لوٹنے اور قتل نہ کرنے کی تجویز کی ہے۔ حالانکہ اسلام اس قسم کے افعال شنیعہ کسی قوم اور کسی مذہب کے لوگوں کے ساتھ بھی کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

ہمارے نزدیک سرحدی اقوام کے اس قسم کے عہد جس کا ذکر سیاست نے کیا ہے۔ معجزہ قرار دینا لفظ معجزہ کی سخت ہتک کرنا ہے۔ اس سے اگر کچھ ظاہر ہوتا ہے تو یہی کہ "چوری۔ ڈاکہ۔ رہزنی۔ قتل و غارت اور خونریزی اسقدر ان لوگوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ کہ خلافت کی محبت اور الفت بھی بمشکل صرف مہاجر کہلانے والوں کے متعلق اس سے دست بردار ہونے کا عہد کرا سکی ہے"۔

پولیٹیکل لیڈروں سے بچو

لالہ لاجپت رائے صاحب اپنے اخبار بندے ماترم میں ایک مسلسل مضمون "دنیا میں کیا ہو رہا ہے" کے زیر عنوان لکھ رہے ہیں۔ اس مضمون کا جو حصہ ۱۵۔ اگست کے بندے ماترم میں "چند پولیٹیکل نوٹ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں یورپین پالیسی کی تشریح کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:۔

"ناظرین یہ دنیا کا پولیٹیکل شطرنج ہے۔ اس پولیٹیکل بساط پر اخلاق۔ قانون۔ ایمانداری۔ ایفائے وعدہ وغیرہ یہ سب لکڑی کی نردوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ ضرورت کے ساتھ ان کا رنگ بدلتا رہتا ہے۔ جو شخص پولیٹیکل مدبروں کے اخلاق اور ایمانداری پر بھروسہ رکھتے ہیں ان کو کبھی نہ کبھی اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے"

وہ مسلمان جو آج کل پولیٹیکل لیڈروں اور وہ بھی غیر مذہب کے لوگوں کے پیچھے اندھا دھند چل رہے ہیں۔ اپنے دین و ایمان کو بھی سیاسی رہنماؤں کے ہاتھ بیچ چکے ہیں۔ غور کریں۔ کہ ایک مشہور سیاسی لیڈر کس طرح سیاسی لیڈروں کے متعلق متنبہ کرتا ہے۔ اصل میں خوف و خطر سے خالی راہنمائی صرف اسی لیڈر اور راہ نما کی ہو سکتی ہے۔ جسے خدا تعالیٰ لوگوں کے لئے مقرر کرے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریق پر چلتا ہے۔ مبارک ہیں۔ وہ جو اس راہ نما کے پیچھے چلیں۔ جسے خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں مقرر کیا ہے۔

جناب خواجہ کمال الدین صاحب جواب دیں

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث ۱۲۔ جولائی میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق مندرجہ ذیل سطور شائع کی ہیں:۔

"مولوی محمد علی ایم اے امیر لاہوری پارٹی نے خواجہ کمال الدین صاحب سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میاں محمود سے مباہلہ کروں۔ خواجہ صاحب نے کہا ہرگز نہیں۔ اگر آپ مر گئے۔ تو ہماری جماعت منتشر ہو جائیگی۔ اگر میاں محمود مر گیا۔ تو ان کے مرید وہی تاویل کریں گے۔ جو مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں حضرت مرزا صاحب کے انتقال پر کی گئی تھی۔ یہ سنکر امیر صاحب خاموش ہو گئے۔ یہی معنے ہیں جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم[1]"

اول تو مولوی ثناء اللہ صاحب سے درخواست ہے کہ وہ بتلائیں کہ ان کی اس خبر کا ماخذ کیا ہے۔ اور پھر خواجہ صاحب سے التماس ہے۔ کہ اس نوٹ کو شائع ہوئے ایک مہینہ سے زیادہ ہو گیا ہے۔ پیغام میں اس کے جواب میں کچھ نہیں شائع ہوا۔ اس سے شبہ ہوتا ہے۔ کہ واقعی انہوں نے ایسا ہی فرمایا ہوگا۔ اب ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ براہ مہربانی بتلائیں۔ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود کی وفات ثناء اللہ کی زندگی میں۔ آپ کی صداقت کو نعوذ باللہ مشتبہ کرتی ہے۔ اور آپ کی وفات پر جماعت احمدیہ کی طرف سے اس بارے میں جو کچھ لکھا اور شائع کیا گیا۔ وہ تاویلات [illegible] ہیں۔ اگر یہی اور واقعہ یہی بات ہے۔ تو کیوں نہ آپ کے متعلق سمجھ لیا جائے۔ کہ آپ مرتد ہو گئے ہیں۔ اور اپنے بھائی عبد الحکیم مرتد کی طرح مسیح موعود سے کٹ گئے۔ نیز مولوی محمد علی صاحب سے بھی درخواست ہے۔ کہ وہ بھی اس بارے میں اپنا بیان شائع کریں۔ کہ آیا خواجہ صاحب اور ان میں اس قسم کی گفتگو ہوئی تھی۔ جیسی مولوی ثناء اللہ نے ان کی طرف منسوب کر کے شائع کی ہے۔ یاد رہے کہ اس بارے میں خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کی تحریر ہی کو وقعت دی جائیگی۔ کیونکہ یہ واقعہ ان کی ذات سے متعلق ہے۔

اگر یہ واقعہ درست ہے۔ تو پیغام صاحب بتائیں۔ بعض فتنہم والا الہام پورا ہوا کہ نہیں۔

[1] اگر یہ قرآن کریم کی آیت ہے۔ تو موجودہ قرآن کریم میں تو ملتی نہیں۔ اور اگر مولوی فاضل کے ثبوت میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ فقرہ لکھا ہے۔ تو افسوس ہے۔ کہ یہ فقرہ مہمل ہے۔

اب کدھر کا رخ ہوگا

حال ہی میں ایک طرف تو مرکزی خلافت کمیٹی نے تحریک ہجرت کو اپنے اختیار اور نگرانی میں" لینے کا اعلان ہوا ہے۔ اور دوسری طرف کمشنر صاحب صوبہ سرحدی نے اخبارات میں حسب ذیل اعلان کابل کی طرف سے شائع کرایا ہے کہ:۔

"چونکہ بکثرت مہاجرین اور ان کی بار برداری سے بھاری بوجھ ہے اور جو لوگ اسوقت تک آچکے ہیں۔ ان کے لئے انتظام بھی مکمل نہیں۔ اس لئے امیر افغانستان نے حکم دیا ہے کہ تحریک ہجرت کو تا حکم ثانی بالکل ملتوی کیا جائے اور کسی مہاجر کو افغانستان میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی"

اب دیکھئے۔ ہجرت کرنے والے کسی اور طرف کا رخ کرتے ہیں یا خاموش ہو کر بیٹھ رہتے ہیں۔ جو کہ خلافت ترکی کی حقیقی محبت کے تقاضا کے بالکل خلاف ہے۔

خطبۂ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں انسان کا فائدہ ہے

از مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب

۱۳۔ اگست ۱۹۲۰ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد۔

اسلامی تعلیمات کا خلاصہ

یہ سورۃ شریفہ ایک ایسا اہم ورد ہے۔ اور اسکو اسلام نے ایسا ضروری قرار دیا ہے۔ کہ پانچوں نمازوں کی ہر ایک رکعت میں اس کا پڑھنا فرض ٹھہرایا ہے۔ علاوہ اس کے کہ یہ دُعا ہے۔ اور دُعا عبادت کا مغز ہے۔ اس لئے بھی اہم ہے۔ کہ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ قرآن کریم میں اگرچہ تمام سچے علوم کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ مگر خصوصاً اس میں وہ علم بیان ہوا ہے جس میں انسان کی غرض پیدائش اور اس کی تکمیل کے ذرائع ہیں۔ اور اسمیں بتایا گیا ہے۔ کہ کس طرح انسان ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت پر پہنچ سکتا ہے۔ اور اسی غرض کو لیکر تمام شریعتیں نازل ہوئی تھیں۔ مگر اعلیٰ طریق پر اور پورے طور پر اسلام اور قرآن نے ہی اس غرض کو پورا کیا ہے۔ اور ان تمام تعلیمات کو سورہ فاتحہ میں مختصر طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ پھر اسلام کی تمام عبادات میں اس غرض کو پورا کیا گیا ہے۔ اس وقت میں مختصر طور پر یہ بیان کرتا ہوں کہ اس میں کس طرح عبادت کی غرض کو پورا کیا گیا ہے۔

نماز کی ابتدا

نماز جب شروع ہوتی ہے۔ تو اللہ اکبر کہکر شروع کی جاتی ہے۔ اسمیں انسان اللہ تعالیٰ کی عظمت کو آگے رکھتا ہے۔ اور اس کے بعد پڑھتا ہے۔ سبحانک اللھم الخ اسمیں اللہ تعالیٰ کو سب نقصوں سے پاک ٹھہراتا ہے۔ پھر نماز پڑھنے والا کہتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ اس جگہ میں بتایا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جسمیں سب خوبیاں ہی خوبیاں اور کمال ہی کمال ہیں۔ سبحانک اللھم میں تو یہ ظاہر کیا۔ کہ خدا ہر قسم کے نقصوں سے پاک ہے۔ اور الحمد للہ میں ظاہر کیا کہ وہ تمام خوبیوں کا جامع ہے۔

خدا کی تسبیح و تحمید کا فائدہ

اب سوال ہوتا ہے اسکی کیا ضرورت ہے۔ خدا تو پاک ہی ہے۔ خواہ بندہ اس کو پاک کہے یا نہ کہے وہ پاک ہے۔ پھر خواہ بندے اسکو تمام کمالوں والا کہیں یا نہ کہیں وہ تمام کمال رکھتا ہے۔ اس کے متعلق صوفیا نے لکھا ہے۔ کہ اس کی یہ غرض ہے۔ کہ خود بندے کے اندر وہ صفات پیدا کئے جائیں۔ جب بندہ سبحان اللہ کہتا ہے۔ تو خدا کی تقدیس کا عکس اسپر پڑتا ہے اور وہ نقصوں سے پاک ہونے لگتا ہے۔ اور اسی طرح جب کہا جاتا ہے۔ کہ خدا تمام کمالات والا ہے۔ تو ایسا کہنے والے پر خدا کے کمالات کا عکس پڑتا ہے۔ اور اسمیں بھی کمالات پیدا ہوتے ہیں۔ پس انسان کے سبحان اللہ یا الحمد للہ کہنے سے اللہ تعالیٰ کا سبحان ہونا اور صاحب حمد ہونا چمک کر اسپر اثر ڈالتا ہے۔ اور یہ بھی پاک ہو جاتا ہے۔ انسان کے سبحان اللہ یا الحمد للہ کہنے سے خدا پاک اور صاحب کمال نہیں ہو جاتا۔ بلکہ خود انسان پاک اور صاحب حمد کیا جاتا ہے۔ اور اس تمام سے یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ بندہ پاک ہو جائے۔

جو خدا کا قرب چاہتا ہو پاک بنے۔

یہ بتایا تھا کہ ہر ایک اپنی جنس کو پسند کرتا ہے۔ جس قسم کا آقا ہوگا۔ اسی رنگ کے اس کے غلام ہونگے۔ اور وہ ایسے ہی غلاموں کو پسند کریگا۔ جنمیں اس کی خصوصیات پائی جاتی ہوں۔ بہادر آقا بزدل غلام کو پسند نہیں کریگا۔ سخی آقا بخیل غلام کو پسند نہیں کریگا۔ پس جب خدا پاک ہے تو اس کی غلامی کے لئے بھی پاک ہی بندہ چاہیئے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ بعض لوگ جو ذوقی و نفاست اور نفیس طبع ہوتے ہیں۔ ان کے ہم جلیس لوگ بھی صاف ستھرے ہوتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے مقابلہ میں ان کی ستھرائی اور صفائی کیا ہے۔ پس جب ہم چاہتے ہیں کہ خدا کا قرب حاصل کریں۔ تو لازمی ہے۔ کہ ہم بھی وہ صفائی جو علاوہ جسم اور ظاہری صفائی کے روح کی صفائی ہو حاصل کریں۔ صوفیاء لکھتے ہیں۔ کہ جب بندہ اقرار کرتا ہے۔ کہ خدا پاک ہے۔ اور جامع جمیع صفات حسنہ ہے۔ تو اس پاک ذات کی تجلیات اسپر پڑتی ہیں۔ جو اس کو بھی پاک بنا دیتی ہیں۔ پس ضروری ہے کہ اس کے قرب کے لئے اپنے اندر ان صفات کو منعکس کیا جائے۔

تو سبحان اللہ کی کثرت انسان میں سبوحیت پیدا کرتی ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ انسان خدا یا خدا کی مانند ہو جاتا ہے۔ اس کی بشریت اس سے علیحدہ نہیں ہوتی اس اعلیٰ درجہ کی پاک اور صاف بشریت اس کو عطا ہوتی ہے اور وہ اس کو خدا کے دربار میں کھڑا ہونے کے قابل بنا دیتی ہے۔ جسمیں تمام اچھے صفات ہوں۔ پھر خلافت الٰہیہ حاصل کرتا۔ اور اپنے باپ آدم کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے۔

ایک تسبیح کا مطلب

یہی وہ طریق ہے۔ اور اسی کے مطابق ساری شریعت کی تعلیم ہے۔ نبی کریم صلعم نے ایک کلمہ تعلیم کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہمارا مولا پاک ہے۔ اور سب کمالات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور وہی ہمارا محبوب مطلوب اور معبود ہے۔ معبود وہی ہو سکتا ہے اور ہونا چاہیئے۔ اور ہو سکتا ہے۔ جسمیں ذاتی کمالات ہوں نہ اضافی۔ چنانچہ وہ ایسی ہستی ہے۔ جسمیں ذاتی کمالات ہیں اسی لئے وہ معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور وہی ہے جو تصرف کرتا ہے۔ اس کے سوا کوئی متصرف نہیں۔ اور جب انسان خدا میں کمالات کو مشاہدہ کرتا ہے تو اس کو اپنے میں کمزوریاں اور کمیاں ہی کمیاں نظر آتی ہیں۔ اسوقت انسان پکار اٹھتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ کسی نقص سے بچنا اور کسی کمال کا حاصل کرنا میرے اختیار میں نہیں۔ ہاں وہ معبود اور الٰہ ہی ہے جو نقصوں سے بچا اور کمالات کا وارث بنا سکتا ہے۔

اسجگہ ہر انسان کا سلوک اور اپنی کوشش ختم ہو جاتی ہے۔ یہ کتنا چھوٹا کلمہ ہے۔ مگر کیسا جامع ہے۔ پھر قربان جائیں۔ اس مہربان رسول کے کہ اس نے ہمیں

اور بھی تسلیم دی۔ فرمایا کہ دو کلمے ہیں جو خدا کو پیارے ہیں۔ زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری ہیں۔ وہ کیا ہیں سبحان اللہ وبحمدہ ۳۳ دفعہ اور سبحان اللہ العظیم ۳۳ دفعہ اور آخر میں اللہ اکبر ملا لیا جائے۔ یہ وہ کلمات ہیں جنکے ذریعہ انسان پر خدا کا جلال ظاہر ہوتا ہے۔ اور ان کے ذریعہ انسان کے تمام میل دور کئے جاتے ہیں۔

احمدیوں کے لئے قابل غور بات۔

اب ہمیں غور کرنا چاہیئے۔ اور اپنی حالت کو دیکھنا چاہیئے اور لوگ تو وہ ہیں جنہیں خدا کے نبی آئے۔ اور ان پر سینکڑوں سال گذر گئے۔ اور اب وہ نبیوں کی تعلیمات کو بھول گئے ہیں۔ مگر ہم ہیں جو خدا کا نبی آیا۔ ہم نے اسکو خود دیکھا۔ مگر ہم ہی کتنے ہیں۔ جو ان گندوں کے دور کرنے کے لئے پوری سعی اور کوشش کرتے ہیں۔ ہر ایک جو غور کریگا اسکو اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ ابھی ہم میں سے بہت سوں کو تزکیہ نفس حاصل نہیں۔ دیکھو۔ انسان ایک سیکنڈ میں عالم اور فاضل نہیں ہو جایا کرتا۔ بلکہ برسوں کی محنت کے بعد علم حاصل ہوتا ہے۔ مدرسہ میں جانے کے پہلے دن ہی لڑکا آخری سند نہیں لے لیتا۔ بلکہ عمر کا ایک بڑا حصہ جدوجہد میں صرف کرتا ہے۔ تب سند حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی صفائی بھی نہ ایک سیکنڈ میں حاصل ہوتی ہے۔ نہ بغیر محنت اور کوشش کے بلکہ اس کے لئے بڑے وقت اور بڑی کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر دیکھو۔ مثلاً یہاں کوئی شخص آئے۔ اور نیک ارادے سے آئے۔ کہ قادیان میں جو خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے رہے اور یہاں مکان بنانے لگے۔ اور اسے سودی روپیہ بطور قرض لیکر لگائے۔ تو خیال کرو۔ کہ وہ کتنے بڑے گناہ کا مرتکب ہوگا۔ ایسا شخص بجائے خدا کو راضی کرنے کے اس سے لڑائی مول لیگا۔ حالانکہ اگر ایسا کرنے والا خود نہ جانتا ہو۔ تو پوچھ سکتا ہے کیونکہ یہاں خدا کے فضل سے بہت ہیں۔ جو شریعت کے مطابق اسکو مشورہ دے سکتے ہیں یا کوئی اور شخص آتا ہے۔ مگر نیکی سیکھنے کی بجائے اور ہی دھن میں لگ جاتا ہے یا غیبت کرتا ہے۔ اور اس طرح برے خیالات اپنے دل میں یا کسی دوسرے کے دل میں پیدا کرتا ہے۔ تو کہاں روحانیت میں ترقی کر سکتا ہے بلکہ ڈر ہے۔ کہ ایسا شخص نبی کریمؐ کے صحابہ کے متعلق بھی ایسا ہی خیال نہ کرے۔ پس میں اپنے سب بھائیوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ان حالات پر غور کریں۔ اور جس کسی میں اس قسم کا کوئی نقص ہو۔ وہ اسے دور کرے پھر اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرنی چاہیئے۔ معاملات میں معاشرت میں ہمیں اپنی حالت کو درست کرنا چاہیئے تاکہ ہم خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالتوں کو درست کرے۔ آمین ٭

قربانی گاؤ

اخبار وکیل امرتسر اپنے ۶۔ اگست کے پرچہ میں قربانی گاؤ کے عنوان کے ماتحت مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی کے تین اعلان مضمون متذکرہ کے متعلق ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ مولانا کے ہر سہ اعلان ملا کر پڑھنے سے بھی معاملہ صاف نہیں ہوتا۔ اور پڑھنے والا مبہوت و حیران ہو کر پوچھتا ہے کہ مولانا کیا فرما رہے ہیں ...... مگر وہ خود بھی متیقن نہیں معلوم ہوتے۔ وہ دوسروں کی رہنمائی کیسے کر سکتے ہیں۔

ناظرین الفضل کی دلچسپی کے لئے ان ہر سہ بیانات کا خلاصہ جو اخبار مذکور دیتا ہے۔ وہ بھی یہاں درج کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مولانا صاحب فرماتے ہیں:۔

"(۱) اگر ایک بکری کی قیمت ⅐ حصہ سے زیادہ اور گائے کا گوشت لذیذ تر نہ ہو۔ تو وہ گائے کی قربانی نہ کریں"

"(۲) قربانی بذاتہٖ فرض ہے۔ اور رعایت خلافت بھی واجب۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ مسلمان قربانی چھوڑ دیں"

"(۳) میں خود گائے کی قربانی نہیں کرونگا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ دیگر مسلمان بھی میری تقلید کریں۔ جو اشخاص اس اصول کے خلاف ہیں۔ ان کو مطلع کرنے کی غرض سے میں کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارا مذہب یہ چاہتا ہے۔ کہ خدا کے لئے قیمتی اور لذیذ قربانی دی جائے جن گائیوں کی قربانی دی جاتی ہے۔ وہ اس قسم کی نہیں"

ایڈیٹر صاحب وکیل معاف فرمائینگے۔ اگر ہم انہی کے مندرجہ اقتباسات کو پڑھ کر یہ کہنے کی جرأت کریں کہ اصل میں مولوی صاحب خود بھی متیقن معلوم ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کی بھی رہنمائی کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف نے واضح طور پر کہدیا ہے کہ وہ خود گائے کی قربانی نہیں کریں گے۔ اور دوسرے مسلمانوں کو انہوں نے بلایا ہے۔ کہ وہ ان کی تقلید کریں مگر مولوی صاحب ان لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ جو یہ کہدیں۔ کہ خلافت کی خاطر قربانیاں چھوڑ دو۔ جیسا کہ گذشتہ سالوں میں ہو چکا ہے۔ ان کا منشاء یہ ہے۔ کہ قربانی ضرور ہو۔ لیکن گائے کی نہیں۔ اسکی وجہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ عام طور پر جو گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ وہ دبلی پتلی اور بیمار ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کا گوشت لذیذ تر نہیں ہوتا۔ خدا کے لئے اچھی چیز چاہیئے۔ اس لئے ان گائیوں پر بکری کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے خیال میں اس کا گوشت لذیذ تر ہوتا ہے۔ دوسرے ان کے خیال میں آج کل گائیوں کی قیمت چڑھ گئی ہے۔ اس لئے باوجود اتنی سہولت کے کہ ایک گائے میں سات آدمی شامل ہو سکتے ہیں۔ تاہم سرسری قیمت کے لحاظ سے اب اچھی گائے کی قیمت کا ساتواں حصہ ایک بکری کی قیمت سے زیادہ ہے۔ اسلئے جو غرباء سہولت کار کی خاطر گائے میں شامل ہو جاتے تھے۔ وہ اب بکری کی قربانی کریں۔ اس میں شک نہیں مولوی صاحب موصوف اپنی بات کو مدلل طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور ایک حد تک انہوں نے کیا بھی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ اگر باوجود گراں قیمت گاؤ کے بکری نسبتاً مہنگی پڑے۔ تو اسوقت کیا کیا جاوے۔ یا اگر بعض کے خیال میں گائے کا گوشت لذیذ تر ہو۔ جیسا کہ خود مولوی صاحب کے الفاظ سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ جو گائیں عام طور پر قربان کی جاتی ہیں۔ وہ ایسی لذیذ تر نہیں ہوتیں لیکن اگر اچھی

جن کو مل جاویں۔ تو خود مولوی صاحب بھی معترف معلوم ہوتے ہیں۔ کہ ان کا گوشت بہرحال لذیذ ہوتا ہے۔ تو اس صورت میں کیا کیا جاوے۔ ناظرین مت خیال فرماویں۔ کہ مولوی صاحب کو ان حالات کا علم نہیں یا یہ کہ مولوی صاحب تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ مولوی صاحب جہاں تک میرا خیال ہے۔ اسی امر میں حق الیقین کے مرتبہ تک پہنچے ہوئے ہیں کہ گائے کی قربانی افضل تر ہے۔ کیونکہ قرآنی حکم فاذبحوا البقرۃ ان کو بھولا نہیں۔ لیکن ایک بات ہے جس کی وجہ سے مولوی صاحب خود گائے کی قربانی نہیں کرنا چاہتے۔ وہ یہ کہ ان کے سر پر آجکل پولیٹکس کا بھوت سوار ہے۔ اور ان کے دل میں گاندھی کا عمل رچ گیا ہے۔ اس لئے وہ مسلمانوں کو بلا اس کے کہ ہندوؤں کی طرف سے بھی کوئی قربانی ہو۔ وہ اپنے مذہب کے ایک حصہ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کاش! مولوی صاحب یہ سوچتے۔ کہ انہوں نے چھوڑا کیا۔ اور پایا کیا۔ جب حضرت مسیح موعود نے پیغام صلح میں یہ پیغام اہل ہند کو دیا کہ ہندو مسلمانوں کے بزرگوں کی توہین کرنا چھوڑ دیں۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو راستباز یقین کر کے ان کی دوسرے مصلحین اوتاروں اور رشیوں کی طرح عزت کریں۔ اور ان کا نام بے ادبی سے لینا چھوڑ دیں۔ تو اسکے بدلے میں بعض ہندوؤں کی خاطر مسلمان گائے کی قربانی سے ہاتھ اٹھالیں گے۔ اسوقت ہندوستان میں سخت شور و غوغا مچایا گیا۔ کہ اب ارکان مذہب اسلام کو مرزا صاحب نے بھی قربان کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور مسلمان اخبارات میں حضرت مسیح موعود کو مسلمانوں نے اپنی عادت کے مطابق بہت گالیاں دیں۔ اسوقت مولوی عبد الباری صاحب لکھنوی اور مولوی یا ایڈیٹر [illegible] صاحب کو ذرا بھی خیال نہ آیا۔ اب حضرت مسیح موعود دا [illegible] مطالبہ تو الگ رکھئے۔ محض ہندوؤں کی خوشنودی کے لئے اور ان میں ہر دلعزیزی حاصل کرنے کے لئے گائے کی قربانی جیسے مسئلے کو اس طرح قربان کیا جارہا ہے۔ اور باوجود مولانا عبد الباری کے صاف لکھنے کے کہ وہ قربانی گاؤ نہیں کریں گے۔ اخبارات میں زور دیا جا رہا ہے۔ کہ کیوں نہیں مولوی صاحب کسی طرح کسی منطق اور فلسفے کے زور یا کسی معتبر روایت کے ذریعہ گائے کی قربانی حرام ثابت کرتے۔ یہ ہے اسلام اور یہ ہے مسلمانی۔ مسیح موعود کو چھوڑ کر مسلمانوں کو کیا ملا۔ بئس للظالمین بدلا۔ جو خدا کے ذکر کو چھوڑتا ہے اسکو بہرحال شیطان کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ ساتھی بغیر تو انسان رہ نہیں سکتا۔ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض له شیطانا فهو له قرین۔ ممکن ہے کہ اب یہ بھی ہجرت کی طرح جائز ہو جائے۔ قادیان میں جو ہجرت کر کے آئے۔ انپر تو ہنسی ٹھٹھا اور مخول اڑایا جاتا تھا۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ اب حدیث کے مطابق ہجرت جائز نہیں۔ لیکن خلافت ٹرکی کے سوال نے یہ بھی حلال کر دیا ہے۔ دیکھیں۔ اب مسلمان کدھر جاتے ہیں۔

خاکسار محمد دین۔ بی اے۔ قادیان

ہمارا چیلنج

اور

جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کی حیرت کا بے بوجی

ہم نے محض خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے جمیع فرق اسلامیہ کے علماء اور مشائخ کو بالعموم اور جناب محمد علی صاحب اور ان کے مخصوص رفقاء جناب خواجہ صاحب اور جناب مولوی غلام حسن خان صاحب کو بالخصوص چیلنج دیا گیا تھا کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن کریم ان کے اس عقیدہ باطلہ کا مؤید اور مصدق ہو۔ کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد باب نبوت ابدًا مسدود ہے اور پھر ایک کھلا خط بھی بذریعہ اخبار الفضل مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۲۰ء جناب مولوی صاحب کو لکھا تھا کہ جبکہ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ امر نبوت پر صرف کلام اللہ سے فیصلہ کیا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود یا بالقبول ان کے دیگر بزرگ کی تحریرات بطور حجت پیش نہ ہوں تو ہم تو مدت سے آپ کے اس اصول پر آپ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ کلام اللہ سے اس عقیدہ کا فیصلہ ہو کہ خاتم النبیین کے معنے لن یبعث اللہ من بعد محمد رسولا ابدًا ہیں۔ اگر یہ الفاظ نہ ہوں۔ قرآن کے ہم معنی ہی سہی۔ ہاں ہمارا مطالبہ نص صریح کلام اللہ کا ہے۔ آپ کے قیاسات اور اجتہادات کا نہیں کیونکہ ہم آپ کو مجتہد العصر یا مجدد الدین وغیرہ تسلیم نہیں کرتے۔ جناب مولوی صاحب اور ان کے مخصوص رفقاء تو لا یکلمہم ولا یهدیہم سبیلا کے مصداق ہو چکے ہیں یعنی وہ خود تو مخاطبین سے ہم کلامی کی توفیق رکھتے ہیں اور نہ اپنے عقیدہ باطلہ کی تائید میں کوئی دلیل رکھتے ہیں۔ اس جناب ایم اے ایل ایل بی تو بالکل خاموش ہیں۔ اور جناب خواجہ صاحب بی اے ایل ایل بی بھی شاید بغیر معاوضہ وکالت کرنے کو آمادہ نہیں۔ البتہ ان کا کوئی نہ کوئی کاسہ لیس اس ابدی ناکامی کے داغ کو جناب مولوی صاحب کے چہرے سے دور کرنے کی ناکام سعی کرتا رہتا ہو مگر سوائے رکیک تاویلات اور مفسروں کی دور از قیاس تفسیرات اور گھر کے مجتہدات توڑ بنانے کے کوئی معقول اور مدلل طریق ہمارے مطالبہ کے موافق مرد میدان ہو کر نہیں پیش کرتا کہ صرف کلام اللہ سے جواب دے۔

یہ ہم کیوں مطالبہ کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم خوب جانتے ہیں۔ کہ یہ لوگ جناب مولوی محمد علی صاحب سے لیکر ان کے ادنیٰ رفقاء تک اکثر اندرونی طور پر چکڑالوی ہیں۔ اور احادیث کے منکر ہیں۔ ورنہ محمد یامین اول اپنے دل سے پوچھے۔ اور پھر دائرہ کے باقی باغیوں سے۔ کہ دراصل ہمارا قول درست ہے یا غلط۔ اور چکڑالویت کے بانی آج انہی کے زمرہ میں موجود ہیں یا نہ۔ یعنی وہ لوگ جو احمدیوں میں چکڑالوی خیالات کے رائج کرنے کے فکر میں تھے۔ اور مولوی عبد اللہ چکڑالوی کی طرف مائل تھے۔ اور جنکو دیکھ کر حضرت مسیح موعود نے محاکمہ شائع کیا۔ پس ہم ان پنساریوں کی دکان سے وہ چیز اس لئے نہیں لیتے۔ کہ اس کو دل میں مکروہ جانتے ہیں۔ صرف ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھلانے کے اور پیغامی احمدی پبلک کو خوش کرنے کے واسطے کہ گویا یہ لوگ احادیث کے معتقد ہیں۔ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ورنہ ان کو ان احادیث پر کوئی ایمان نہیں۔

بجلے دل کے پھپھولے کے عنوان سے ایک مضمون جو اخبار پیغام کے ضمیمہ میں شائع ہوا ہے۔ ہم نے دیکھ لیا ہے۔ کیا اچھا ہوتا۔ کہ ایڈیٹر پیغام اس میں جناب ساہر صاحب سے نصوص صریحہ کلام اللہ معلوم کر کے نقل کرتے یا خود ہی کوئی دلائل حسب مطالبہ چیلنج پیش کر دیتے۔ ان کو تسلی ہو۔ کہ ہم نے آغاز خلافت سے آج تک قریباً کل تحریرات اور تقریرات جناب مولوی صاحب کی پڑھی ہیں۔ اور بالخصوص وہ مجموعہ خرافات جس کا نام غلطی سے "النبوۃ فی الاسلام" رکھا گیا ہے۔ مگر در اصل اسلام میں نبوت سے انکار قطعی کیا گیا ہے۔ اس وہ تحریرات بھی جو حضرت مسیح موعود کے کلام سے یحرفون الکلام عن مواضعہ کے مصداق ہوتے ہوئے نقل کی ہیں۔ خوب غور سے دیکھی ہیں۔ اگر ضرورت ہو ۔ تو ایڈیٹر صاحب چند سوالات شائع کریں۔ ہم جناب مولوی صاحب کے تحریر کردہ جوابات سنا دینگے۔ ساتھ ہی کلام اللہ سے انکی لغویت بھی ظاہر کر دینگے۔

اگر ہمارے دلائل مطلوب ہوں۔ تو النبوۃ فی القرآن شائع شدہ موجود ہے اور بار دیگر کثیر دلائل کے ساتھ نظرثانی کر کے زیر اشاعت ہے۔ احادیث کی رو سے جواب دیکھنا ہو یا اپنی پیش کردہ احادیث کا جواب مطلوب ہو۔ تو ہمارے رسالہ النبوۃ فی الاحادیث کا انتظار کریں۔ عنقریب انشاء اللہ شائع ہو گا۔

مگر آپ سے یہی عرض ہے۔ کہ خدا کے لئے قرآن کریم کی طرف آؤ۔ اور ایک ساعت کے واسطے یہی تسلیم کر لو۔ کہ آج تم کو ایک ایسے شخص سے پالا پڑا ہے۔ جو تم کو خدا کے کلام کے دائرہ سے باہر نہیں دیتا۔ کیا ان مسئلہ دان باب نبوت کے واسطے ارشاد خداوندی اولم یکفھم نہیں پکار رہا۔ کیا خدا کا کلام قرآن تم کو کافی نہیں۔ اے بزدلو! کہو حضرت اسد اللہ عمر فاروق اعظم کی طرح حسبنا کتاب اللہ ۔ مگر آہ! نامرد اور بزدل کب یہ نعرہ لگا سکتے ہیں۔

المدعی الی الحق
قاضی محمد یوسف احمدی فاروقی ابن عمرؓ

مخالفین کے اعتراضات کے جواب

مُردے لوٹ کر دنیا میں نہیں آتے

تیسرا اعتراض اگر لا یرجعون سے مُراد دنیا کی طرف رجوع نہ کرنا ہو۔ تو مطلب یہ ہو گا کہ دنیا کی طرف ان کا رجوع نہ کرنا حرام اور محال ہے۔ یعنی ضرور رجوع کرینگے۔ در اصل اس آیت شریف کے استدلال کو تو قادیانی صاحب کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔ یہ ایک ضمنی اعتراض ہے۔ اب اسکے جواب ملاحظہ ہوں:۔

حضرت امام رازی ہماری طرف سے جواب دیتے ہیں۔

پہلا جواب ان الحرام قد یجی بمعنی الواجب۔ لفظ حرام بمعنی واجب آتا ہے۔ پھر اس کی دلیل میں امام رازی ۔ آیت و شعر ۔ استعمال پیش کرتے ہیں آیت قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم ان لا تشرکوا به شیئاً ۔ کہدے۔ آؤ میں پڑھکر بتاؤں وہ چیز جو تمہارے رب نے تم پر واجب کی ہے۔ یہ کہ اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ اس آیت میں حرم بمعنی اوجب ہے۔ پس حرامؐ بمعنی واجب ثابت ہوا۔

شعر یہ ہے (قول الخنساء)

وان حراما لا اری الدھر باکیا
علی شجوہ الا بکیت علی عمرو

لازم ہے کہ میں زمانہ کو مصائب پر روتا ہوا دیکھوں تو عمرو پر میں رو دوں۔ اس شعر میں حرام بمعنی واجب ہے۔ استعمال یہ ہے۔ کہ احد الضدین کا نام دوسرے کے نام پر رکھ دیتے ہیں۔ جیسا کہ آیت جزاء سیئة سیئة مثلها میں سیئہ کی جزا کو سیئہ کہا ہے۔ اسی قاعدہ کے ماتحت حرام بمعنی واجب آتا ہے۔ پس جبکہ کلام الٰہی محاورہ عرب۔ قاعدہ زبان کی رو سے معلوم ہو گیا کہ یہاں حرام کے معنی ہیں واجب۔ تو صاف صاف معنی یہ ہوئے کہ ہلاک شدہ بستیوں پر واجب ہے۔ کہ دوبارہ دنیا کی طرف لوٹ کر نہ آئیں۔

دوسرا جواب پہلا جواب اس بناء پر تھا کہ حرامؐ بمعنی واجب ہے۔ یہ دوسرا جواب اس لحاظ سے ہے۔ کہ حرام بمعنی ممتنع ہو تو بھی یہی معنی ہونگے کہ مُردے دنیا کی طرف لوٹ کر نہیں آسکتے۔ یہ حضرت قتادہ اور مقاتل بھی یہی کہتے ہیں۔ اس صورت میں لا یرجعون کا لا صلہ زائدہ ہو گا۔ جیسا کہ آیت ما منعک ان لا تسجد میں لا صلہ زائدہ ہے۔ اور معنی یہ ہونگے کہ حرام ہے۔ اس بستی پر جسکو ہم نے ہلاک کیا دنیا کی طرف لوٹ کر آنا۔ اور یہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ فلا یستطیعون توصیة ولا الی اھلھم یرجعون ط (یہ بیان تفسیر کبیر فخر رازی کی ایک عبارت کا خلاصہ ہے) اس بیان سے ظاہر ہے کہ حرام خواہ بمعنی واجب ہو۔ خواہ بمعنی ممتنع ہر صورت میں حضرت سیدنا المسیح الموعود کے بیان کردہ معنی صحیح ہیں۔ اور اس آیت سے عدم رجوع موتی ثابت ہوتا ہے۔ اور یہی مقصد تھا۔

اس معنی کی تائید میں ایک اور حوالہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے خطبہ میں جمعہ کے فرمایا کہ کیا نہیں دیکھتے تم طرف گذرے ہوؤں کے اپنے میں سے کہ وہ تم میں پھر نہ آوینگے اور کیا نہیں دیکھا ہے تم نے طرف باقیوں کے اپنے میں سے کہ وہ باقی بھی نہ رہینگے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ خدا نے کہ وحرام علی قریة اھلکناھا انھم لا یرجعون حضرت جعفر صادق سے مروی ہے۔ کہ پھر دنیا میں بھیجنے کے سوالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ اب دنیا کی طرف جانا نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہی حضرت امام محمد باقر سے روایت ہے۔ (تفسیر عمدۃ البیان وتفسیر صافی)

مولوی ثناء اللہ کی طرف سے جواب اشد ترین منکر احمدیت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی عدم رجوع موتیٰ کے قائل ہیں۔ چنانچہ اپنی کتاب تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن صفحہ ۳۰۵ میں لکھتے ہیں:۔

ومن ورائھم برزخ حاجز مانع من الرجوع

الی الدنیا لقولہ تعالیٰ فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمّٰی ط الی یوم یبعثون الی یوم القیامۃ یعنی مُردوں کے پیچھے ایک روک ہوتی ہے۔ جو ان کو دنیا کی طرف لوٹنے سے مانع ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں ہے فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت۔ یعنی جو مر جائے۔ خدا تعالیٰ اسکی رُوح کو روک رکھتا ہے۔ دنیا میں واپس نہیں آنے دیتا۔

فیصلہ کن حدیث

انہم لا یرجعون کے جو معنی حضرت سیدنا المسیح الموعود علیہ السلام نے کئے ہیں۔ ان کی تائید و توثیق تفاسیر سے ہم نے پیش کی اب ہم احادیث سے اس مطلب کی تائید کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں اسی آیت کی تفسیر صاف صاف موجود ہے ہم ذیل میں ایک فیصلہ کن حدیث پیش کرتے ہیں۔ جو کافی و وافی اور تمام نزاع کا قلع قمع کرنیوالی ہے۔

یا جابر اما علمت ان اللہ احیا اباک فقال لہ تمن علی اللہ ما احببت فقال ترد الی الدنیا فاقتل مرۃ اخریٰ۔ فقال انی قضیت انہم لا یرجعون۔

جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر۔ کیا تجھ کو علم نہیں کہ اللہ نے تیرے باپ کو زندہ کیا۔ اور اس کو کہا اے عبد اللہ جو خواہش تمہیں محبوب ترین ہے۔ اس کو میرے سامنے پیش کرو۔ تو اس نے کہا۔ اے مولا! مجھے دنیا کی طرف واپس کر۔ تاکہ میں پھر ایک دفعہ قتل کیا جاؤں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ یہ تو قطعی حکم ہو چکا ہے۔ کہ مُردے پھر دنیا میں لوٹ کر نہیں جاتے۔

یہ وہ عظیم الشان حدیث ہے۔ جسے تھوڑے سے تغیر کے ساتھ امام احمد حنبل۔ عبد ابن حمید۔ ابو یعلیٰ۔ نسائی۔ طبرانی۔ حاکم۔ ابو نعیم اصبہانی۔ امام زرقانی۔ امام محمد علی ترمذی۔ امام بخاری وغیرہ وغیرہ بزرگوں نے اپنی اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث ہر طرح صحیح ہے جس نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جو مر گیا پھر وہ دنیا میں لوٹ کر نہیں آتا۔ اور یہ بھی فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ آیت لا یرجعون کے معنی یہی ہیں کہ مُردے لوٹ کر دوبارہ دنیا میں نہیں آتے۔ اور بس۔

وید کہاں تصنیف ہوئے

(از مسٹر محمد احمد ساگر چند بیرسٹر ایٹ لاء)

ویدوں کے متعلق ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء کے الفضل میں مسٹر خادم حسین صاحب احمدی بھیروی نے جو ترجمہ مسٹر تلک کے خیالات کا کیا وہ نہایت دلچسپ تھا۔ جسکو پڑھکر مجھ کو ایک بات یاد آگئی کہ مسٹر تلک نے فرمایا تھا کہ اصلی وید ہندوستان میں تصنیف نہیں ہوئے تھے۔ وید کے معنی ہیں علم۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ ایک زمانہ تھا کہ آریہ لوگ سنٹرل ایشیا یا جیسا کہ مسٹر تلک کا خیال ہے شمالی نصف الارض کے شمال میں رہتے تھے۔ لیکن جب کرۂ ارض کی شمالی برف پگھلنے سے (جسکو انگریزی میں گلیشیل پیریڈ یعنی برفانی زمانہ کہتے ہیں)۔ انکے ملکوں میں سیلاب آنا شروع ہوا۔ تو وہ جنوب کی طرف حرکت کرتے گئے۔ چنانچہ بعض یونان میں جا بسے۔ بعض ایران میں۔ بعض آئرلینڈ میں اور بعض آریہ ورت (ہندوستان) میں۔ آئرلینڈ اور ایران دونوں لفظ بھی آریہ نسل کا پتہ دیتے ہیں۔ مسٹر تلک نے مہاذ پر جو لیکچر دیا۔ اسمیں بتایا کہ وہی خیالات جو ان کو ویدوں میں ملے۔ وہی اس نے ایران کے زینداوستا میں پائے۔ اور وہی یونان کے شاعر ہومر کی نہایت قدیم نظموں میں پائے۔ پس وید کیا تھے۔ وہ نہایت قدیم آریہ قوم کے علم کا ذخیرہ تھا جسطرح یہودیوں کی بائبل جسکو وہ الہامی کتاب کہتے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے محققین نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ یہودی قوم کے علم کا ذخیرہ تھی۔ اور اسمیں یہودیوں کی تاریخ انکے ملکوں کا جغرافیہ انکے رسوم و رواجات مندرج ہیں۔ بلکہ اسمیں بہت سی دنیاوی توہمات کہانیاں اور غلط فہمیاں بھی درج ہیں۔ جنکی تصحیح آخر قرآن شریف نے کی۔ پس یہ کہنا کہ وید ہندوستان میں الہام کے ذریعہ سے اترے۔ تاریخی تحقیقات سے لاپرواہی کا اظہار کرنا ہے۔

مسز بیسنٹ لکھتی ہیں کہ جہاں آجکل اٹلانٹک سمندر لہریں مارتا ہے۔ وہاں قدیم زمانہ میں ایک بڑا اعظم بنام اٹلانٹس تھا جس کے لوگوں نے تہذیب میں بہت ترقی کر لی تھی لیکن شمال کی طرف سے جو برفانی سیلاب آیا اسکے نیچے وہ بڑا اعظم غرق ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کیا حضرت نوح کا طوفان

ممالکِ غیر کی خبریں

لارڈ سنہا کی واپسی ہندوستان لنڈن۔ ۱۰۔ اگست یہ اعلان کیا گیا ہے کہ پارلیمنٹ کے گرمائی سیشن کے ختم پر لارڈ سنہا ہندوستان واپس آئینگے۔ ان کے ہندوستان آنے کے مسئلہ کو کوئی سیاسی اہمیت نہیں دی جا رہی ہے۔

فرانس نے جنرل رینگل کی حکومت تسلیم کرلی پیرس۔ ۱۱۔ اگست۔ گورنمنٹ فرانس نے فیصلہ کیا ہے کہ جنوبی روس میں جنرل رینگل کی حکومت کی ہستی کو تسلیم کرلیا جائے۔ چنانچہ ایک فرانسیسی سفیر سبسٹاپول کو روانہ بھی کر دیا گیا ہے۔ جنرل رینگل کی گورنمنٹ کو تسلیم کرنا یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ جنرل رینگل کو ہر ممکن طریق پر بولشویکوں کے خلاف امداد دی جائے۔

مسٹر لائڈ جارج کی پریشانی لنڈن ۱۱۔ اگست مسٹر لائڈ جارج گورنمنٹ فرانس کے اس فیصلہ سے حیران ہو گئے ہیں۔ کل انہوں نے پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ میں نے صرف ریوٹر کے تاروں میں یہ خبر پڑھی ہے۔ یہ خبر قابل اعتماد نہیں ہے۔

کیا چرچل وزیر جنگ بولشویک ہیں لنڈن۔ ۱۱۔ اگست۔ دیوان عام میں سوویٹ حکومت کی توضیح کرتے ہوئے وزیر اعظم نے ریمارک کیا۔ کہ لینن ایک مطلق العنان اور ٹراٹسکی ایک اخبار نویس ہے۔ اور آگے چلکر بیان کیا کہ حقیقت میں میرے رائٹ آنریبل دوست وزیر جنگ مسٹر چرچل ان دونوں کا مجموعہ ہے۔ دیوان میں اس سے ہیجل پڑ گئی۔

رہا شدہ پنجابیوں کا ذکر پارلیمنٹ میں لنڈن ۱۱۔ اگست کرنل ویجوڈ نے دریافت کیا کہ جبکہ پنجاب کو معافی ورہائی دیگئی ہے تو کیا مسٹر مانٹیگو ان لیڈروں کو بھی معافی دئے جانے کی نیابت کرینگے۔ جنھیں اب تک شاہی اعلان کا فائدہ نہیں پہنچایا گیا۔ مسٹر مانٹیگو نے جواب دیا کہ پنجاب میں صرف ۳۷ ایسے شخصوں کو معافی دیگئی ہے جنھوں نے مارشل لاء کے قواعد کی خلاف ورزی کی تھی شاہی معافی کے استعمال کا وائسرائے بہادر کو اختیار حاصل ہے۔ اور مانٹیگو ان کے اس اختیار میں دخل دہی کا خیال نہیں رکھتے۔

عراق عرب میں ایران تک ریلوے کاٹ دیگئی بغداد۔ ۱۱۔ اگست۔ ۱۰ تاریخ کی صبح کو اہل قبائل نے بغداد سے ایرانی سرحد تک ریلوے کاٹ دی۔ اور آمد ورفت عارضی طور پر رک گئی۔ ایک دستہ اسی روز بغداد سے روانہ ہو گیا ہے۔ تاکہ راستہ کو صاف کردے۔ چنانچہ آمد ورفت اسی روز بحال ہو گئی۔

گورنمنٹ پولینڈ کی اپیل وارسا۔ ۱۱۔ اگست۔ پولینڈ کی قومی حفاظت کی کونسل نے دنیا کی تمام قوموں کے نام ایک اپیل شایع کی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ اگر آج پولینڈ کی آزادی مٹ گئی۔ تو کل ان کی آزادی خطرے میں پڑ جائیگی۔

فرانسیسی جرنیل سے پولینڈ کی درخواست پیرس۔ ۱۱۔ اگست معلوم ہوا ہے۔ کہ پولینڈ نے وارسا کی حفاظت کے لئے فوج کی اعلیٰ ترین کمان فرانسیسی جرنیل ویگینڈ کو پیش کی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جرنیل ویگینڈ اس عہدے کو منظور کرینگے۔

پولینڈ کے متعلق امریکہ کا رویہ واشنگٹن۔ ۱۱۔ اگست اطالوی سفیر کے جواب میں گورنمنٹ امریکہ نے لکھا ہے۔ کہ ہم پولینڈ کی کامل آزادی اور خود مختاری کے حامی ہیں لیکن ہم موجودہ صلح کانفرنس میں شریک نہیں ہو سکتے کیونکہ اس کا یہ مطلب ہو گا کہ بالشویک حکومت کی ہستی کو تسلیم کرلیا جائے۔

موسیو کلیمنشو ہندوستان آنے والے ہیں پیرس۔ ۱۰۔ اگست۔ اخبار لبرٹی لکھتا ہے۔ کہ موسیو کلیمنشو ماہ اکتوبر میں ہندوستان میں جائینگے۔

ہندوستان کی خبریں

تین کارکنان خلافت سے ضمانت حیدر آباد سندھ۔ ۱۲۔ اگست ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ تھر پارکر نے تین کارکنان خلافت سے اس امر کے متعلق ضمانتیں مانگی ہیں۔ کہ وہ مغویانہ خیالات کی اشاعت نہ کریں۔

ہجرت کمیٹی ترکستان کی طرف سے تارکان وطن کے لیے راستہ مانگتی ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ جس وقت امیر صاحب والئے کابل کی ممانعت کی خبر پشاور میں پہنچی۔ تو سکرٹری ہجرت کمیٹی پشاور بسواری موٹر کابل کو روانہ ہو گئے۔ کہ اگر وہ اسوقت آمد افغانستان میں ملتوی کرتے ہیں۔ تو مہاجرین کو افغانستان کے راستہ ترکستان کی طرف نکل جانے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر تلک کی چتا میں کون گرا ہندو اخبارات میں شایع ہوا ہے۔ کہ جس وقت مسٹر تلک کی لاش جل رہی تھی۔ ایک مسلمان جو مسٹر تلک کے غم میں نڈھال تھا۔ چتا میں کود پڑا اور جل گیا۔ لیکن ۱۴۔ اگست کے ہمدم میں ایک خبر شائع ہوئی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ چوپاٹی میں جس وقت مسٹر تلک کی لاش جل رہی تھی۔ تو لوگ اسپر روپے پیسے ڈال رہے تھے۔ اور فقرا ان کے لوٹنے میں مصروف تھے۔ اس لوٹ کھسوٹ میں ایک فقیر چتا میں گر گیا۔ اور بمشکل نکالا گیا۔ شفاخانہ میں پہنچایا گیا۔ مگر جانبر نہ ہو سکا۔

شرائط صلح پر مولوی عبد الباری کا اعلان بمبئی ۱۳۔ اگست مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی اعلان کرتے ہیں کہ اس خبر نے ہمارے جسم میں کپکپی پیدا کر دی ہے۔ مسلمان اس سے قدرتی طور پر پریشان ہو گئے۔ شرائط صلح شریعت اسلامی کے خلاف ہیں ہماری سب کوششیں فضول ثابت ہوئیں ہمیں اس کام سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹنا نہیں چاہیئے ہمیں پبلک اور خلافت کمیٹی کو ان کے فرائض پر توجہ دلانی چاہیئے۔

دہلی میں ملیریا دہلی۔ ۱۰۔ اگست۔ پچھلے دنوں یہاں سخت بارش [illegible]

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شایع ہوا